بینکاری کا آغاز وارتقاء: قدیم مہاجنی کاروبار سے سودی و اسلامی بینکاری کا سفر

The Beginning and Evolution of Banking System: Origin of Conventional and Islamic Banking from Ancient Usurer Business

چوہدری نور احمد خاں ڈھڈی

پی ایچ۔ڈی ریسرچ سکالر نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد nadhuddi@gmail.com

ڈاکٹر علی اصغر چشتی

چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف سیرت و حدیث علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract

Bank is an organization which provides facilities for acceptance of deposits and provision of loans. The banks were based on usury business and this business is as old as human civilization on this planet. This study was planned to document the process through which the banking system evolved over different historical era. A historical and comparative method was adopted within which various academic sources were consulted to review the history, types and process of banking system. It was reviewed that the history of modern banks begins with the first prototype bank for merchants. These banks used to provide loan to the farmers and traders who carried goods between cities. These banks began around 2000 BC in Assyria and Babylonia. Archaeological evidence from this period in ancient China, India, Egypt and many other parts of the world shows such type of money lending activity. Development of a modern banking system was imitated by Jews to medieval during the Renaissance in Italy and spread over in the affluent cities of Florence, Venice and Genoa. Considering the negative and positive aspects of these Institutions, Muslim scholars are agreed that they need to be Islamized the banking system and to remove HARAJ from the Muslims. In this connection, Muslim countries established banks including Pakistan Interest-Free Bank (1950), a social bank at Mit- Ghamr, Egypt (1963), Pilgrims Fund Malaysia in (1971), IDB in Saudi Arabia(1975) and Islamic commercial Bank in Dubai, UAE. Later on the series of IFIs was started i.e. Faisal Islamic Bank of Sudan(1977), Faisal Islamic Bank of Egypt(1977), Centre for Research in IE (1978), Bahrain Islamic Bank (1979) and Bank Islam Malaysia Berhad (1983). Now, Islamic financial institutions are seen everywhere in the world including Bosnia, Denmark, France, Germany, Holland, Russia, Switzerland and the United States. Islamic Banking and Finance Institutions are growing with very encouraging ratio with conventional banks all over the world. Total assets of the 275 Islamic Financial Institutions in 75 countries exceed to USD 400-500 billion.

Key words: Bank, Islamic, Muslims, Modern, History

تمہید:

سودی کاروبار عہد قدیم سے تمام انسانی معاشروں میں رائج رہالیکن یہ اپنی شناعت واستحصال کی بنیاد پر ہمیشہ معتوب رہایہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں اس کی حرمت آج بھی ثابت ہے۔البتہ یہود انبیاء کی واضح تعلیم کے باوجود اس غلط کام سے وابستہ رہے۔موجودہ بینکاری کا آغاز بھی گیارہویں صدی میں اٹلی کی نشاۃ ثانیہ کے دوران یہود کی اسی عادت شنیعہ کی بدولت ہوا۔اس ملعون کاروبار کو لوگوں میں معروف بنانے کی غرض سے ان یہودی بینکاروں کی طرف سے اس میں آئے روز نئی اختراعات اور کارآمد وظائف و خدمات کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔البتہ عیسائی معاشرے نے اس سودی کاروبار میں باقاعدہ شمولیت صلیبی جنگوں اور پروٹیسٹنٹ تحریک کی کامیابی کے بعد اختیار کی۔اس کے بعد اس جدید سودی کاروبار کو یورپ سمیت امریکہ میں قبول عام حاصل ہوگیا۔البتہ مسلمان معاشروں کو اس کاروبار سے سامراجی دور غلامی میں واسطہ پڑا لیکن سود بنیاد پر قائم اس کاروبار سے وہ عمومی طور پر دور ہی رہے۔زندگی میں اس کاروبار کا عمل دخل بڑھ جانے اور بنیادی انسانی ضرورت کا درجہ حاصل کرجانے کے باعث مسلمانوں میں اس کے اسلامی متبادل کی سوچ پیدا ہونا شروع ہوگئی جس نے بالآخر اسلامی بینکاری کو جنم دیا۔اسلامی بینکاری کا آغاز 1970 کی دھائی میں ہوا۔عہد حاضر میں آج یہ عالم اسلام سمیت عالم انسانی کی اقوام مغرب و مشرق میں یہ تیزی سے نشوونما پانے والی صنعت بنتی جارہی ہے۔زیرنظر مقالہ میں اس ارتقائی سفر کا ایک طائرانہ جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

بینک کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

بینکا نگریزی زبان کا لفظ ہے جو فرانسیسی لفظ Banque سے ماخوذ ہے جسے قدیم اطالوی لفظ Banca سے مستعار لیا گیا جو قدیم اعلی جرمن لفظ Benc سے ماخوذ ہے۔اس کا مطلب ڈیسک یا بینچ یا میز ہے ۔ اٹلی کی نشاط ثانیہ کے دوران فلورینٹائن (Florentine) میں نقود کے تبادلہ کا کاروبار کرنے والے افراد بینچ کو کاؤنٹر کے لئے استعمال کرتے تھے جسے سبز کپڑے سے ڈھانپا گیا ہوتا تھا۔اس نسبت سے اس کاروبار کو بینک اور اس کاروبار سے منسلک افراد کو بینکار کہا جانے لگا۔[1] بینک کی کوئی مخصوص جامع ومانع تعریف نہیں۔مختلف ممالک میں اس کی مختلف الفاظ میں تعریف کی گئی ہے۔بینک بنیادی طور پر مالیاتی ثالث کے طور پر خدمات سرانجام دیتا ہے، ڈپازٹ وصول کرتا ہے اور قرض کے توسل سے کھلی منڈی میں براہ راست یا بالواسطہ سرمایہ کا لین دین کرتا ہے یا پھر مختلف قسم کے کاروباروں میں اس (سرمایہ) کو استعمال میں لاتا ہے۔گویا یہ سرمایہ کے حامل گاہکوں اور سرمایہ کے ضرورت مند گاہکوں کے درمیان بطور ثالث اور رابطہ کار خدمات سرانجام دیتا ہے۔[2]

مولانا ابوالاعلی مودودی فرماتے ہیں کہ چند صاحب سرمایہ، مل کر ساہوکاری کا ادارہ قائم کرتے ہیں جس کا نام بینک ہے۔اس میں دو طرح کا سرمایہ استعمال ہوتا ہے۔ایک حصہ داروں کا جس سے کاروبار کی ابتدا کی جاتی ہے جبکہ دوسرا کھاتہ داروں کا سرمایہ جو بینک کا کام اور نام بڑھنے سے بڑھتا جاتا ہے۔بینک تجارتی ہو یا صنعتی یا زراعتی یا کسی اور نوعیت کا بہر حال وہ خود کسی طرح سے تجارت یا صنعت یا زراعت نہیں کرتا بلکہ سرمایہ دے کر اس کے عوض سود وصول کرتا ہے۔اس کے منافع کا اصلی اور سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ امانتداروں سے کم شرح سود پر سرمایہ حاصل کرے اور کاروباری لوگوں کو زیادہ شرح پر قرض دے۔[3]

مفتی محمد تقی عثمانی کی نظر میں روائتی بینک ایسا تجارتی ادارہ ہے جو لوگوں کی رقوم اپنے پاس جمع کر کے تاجروں، صنعتکاروں اور دیگر ضرورت مندوں کو قرض فراہم کر کے اس پر سود وصول کرتا ہے، کھاتہ داروں کو کم شرح پر سود دیتا ہے، سود کا درمیانی فرق بینک کا منافع ہوتا ہے۔[4]

عہد قدیم میں بینکاری سے مماثل (مہاجنی) کاروبار کے آثار

ابتدائی دور میں انسان کا انحصار شکار پر تھا۔ انسانی معاشرہ وسیع تر ہوا تو زراعت اس کی توجہ کا مرکز بن گئی[5]۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے مختلف کاموں کو باہم تقسیم کر لیا۔ یوں ہر شخص مخصوص اشیاء پیدا کرنے لگا۔ اسے ضروریات کی تکمیل کیلئے اشیاء کے تبادلہ کیلئے تجارت کی ضرورت پڑی۔ گویا تجارتی لین دین کا آغاز اشیاء کے بدلے اشیاء سے شروع ہوا اور اشیاء بطور زر یا کرنسی استعمال ہونے لگیں۔ بعض اوقات مطلوبہ اشیاء ادھار یا قرض پر لینا پڑتیں مگر ادھار بہت ہی مفقود اور انفرادی نوعیت کا ہوتا۔ تجارت میں مال مویشی اور اجناس بطور نقود استعمال کرنے میں کئی مسائل درپیش مسائل تھے۔ ان سے گلو خلاصی کیلئے انسان نے تقریباً 12500 ق م تک ابسیڈین' (obsidian) بطور نقود استعمال ہونا شروع کر دیں۔ انسانی معاشرت میں منظم تجارت نویں ہزارویں ق م تک پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے[6]۔ تیسری ہزارویں ق م کے دوران یہ پیش رفت ہوئی کہ لوگوں نے تانبا اور چاندی کو بطور نقود استعمال کرنا شروع کر دیا۔ پانچویں ہزارویں ق م تک انسان نے تعمیراتی کام بخوبی سیکھ لیا۔ اس سے شہری معاشرت اور ریاست نے جنم لیا۔ اب اجتماعی امور کی انجام دہی کیلئے کچھ ادارے وجود میں آنا شروع ہوگئے۔ ان میں سے ٹیمپل کا ادارہ بھی تھا جو ابتدائی طور پر عبادت کی غرض سے وجود میں لایا گیا مگر عبادت کے دوران باہم میل جول ہونے کی بنا پر یہ ادارہ تجارتی امور کیلئے استعمال ہونے لگا۔[7] امن آشتیکے باعث یہاں امانتیں رکھوانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اس پس منظر میں عبادت گاہوں، نقود کے تبادلہ اور بینکاری کی تاریخ کا باہم گہرا تعلق ہے[8]۔ گویا ٹیمپل اموال کی حفاظت، باہم تصفیوں اور قرض کے معاملات طے کرنے کیلئے مہاجنی کاروبار کی غرض سے بھی استعمال کیا جانے لگا[9] چنانچہ بینکاری سے ملتے جلتے مہاجنی کاروبار اور ریاستوں کی تاریخ کا چولی دامن کا ساتھ ہے. یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ دنیا کے مختلف خطوں میں اس کاروبار کے حوالے سے کمال یکسانیت پائی جاتی ہے۔

بابلی قدیم تہذیب میں ٹیمپل کی حفاظت کا خاص انتظام تھا۔ حفاظت پر آنے والے یہ اخراجات سود کی وصولی سے پورے کئے جاتے تھے[10] جو ٹیمپل میں امانتاً یا حفظاً رکھوائی گئی رقوم کو قرض پر دے کر وصول کیا جاتا تھا[11] اس کاروبار کی نوعیت کا یہ عالم تھا جب 209 ق م میں بابل پر قبضہ ہوا تو ٹیمپل سے دولت اور قیمتی اشیاء کے ڈھیر برآمد ہوئے[12] جب سود کی قباحتوں نے عام آدمی کی زندگی اجیرن بنادی تو بابل کے عظیم شاہ سارگن (Sargon) اولنے معاشی اصلاحات سے سودی معمولات کو کسی حد تک باضابطہ بنایا۔ مصر میں مہاجنی کاروبار کی نوعیت بھی ایسی ہی تھی جہاں سود کے انتہائی منفی اثرات کو محدود کرنے کیلئے ریاست نے ساہوکار کو پابند بنایا کہ اس کا سود اصل زر سے زیادہ نہیں ہوگا۔ مصر میں یہ کام ریاستی سرپرستی میں بالکل سائنسی انداز میں سرانجام پایا جاتا تھا۔ یہاں غلہ کے بینک اجناس کو علاقائی گوداموں میں محفوظ کر لیتے۔ ٹولمیز (Ptolemies) شاہانکے عہد حکومت میں غلہ کے سرکاری بینکوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ ان بینکوں کے معاملات کا اسکندریا (Alexandria) میں قائم مرکزی غلہ بینک میں حساب رکھا جاتا غلہ لوگوں

کو بطور قرض فراہم کیا جاتا تھا۔ ان غلہ بینکوں میں رقوم کی وصولی کے بغیر قرض مقروض کے کھاتے میں منتقلکر دیا جاتا۔ جس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا اور رقوم کو شاہی خزانہ میں جمع کرائی جاتی تھیں۔[13]

قدیم ویدک عہد (1750 ق م)[14] میں ہندوستانمیں سودی قرض کا اجراء ہوتا تھا[15]۔ شاہان موریا (Maurya) کے عہد حکومت میں "ادیشا"[16] کی شکل عہد حاضر کے بینکوں میں رائج چیک سے مماثل تھی۔ چین میں کرنسی قدیم سے رواج پا جانے سے کہیں اور کسی علاقے میں تجارت کرنا انتہائی آسان ہو گیا تھا جس نے بالآخر قرض کی رسیدوں کو جنم دیا۔ تاجر قرض کی ان رسیدوں کو ایسے ہی جاری کیا کرتے جیسے عصر حاضر کے بینک لیٹر آف کریڈٹ جاری کرتے ہیں[17]۔ قدیم یونان میں سود کسی قید و بند کے بغیر رائج تھا۔ مقروض کو سود ادانہ کرنے پر قرض خواہ اسے غلام بنا لیتا تھا۔ شاہ سالون (Solon)[18] نے 594 ق م میں 12 دستاویزی قوانین کے تحت اس ظالمانہ روش پر قدغن لگا دی، البتہ قرض خواہ سود کے عوض قرض دار کا مال ضبط کرنے کی اجازت دی۔ وقت گزرنے کے ساتھ منی چینجرز اور پان بروکرز (pawnbrokers) منڈیوں اور تہواروں کے مقامات پر سود پر ملکی و غیر ملکی تاجروں سے کرنسیوں کے تبادلہ کرنے لگے۔[19]

یونان میں ٹیمپل میں رقوم کی جمع آوری، کرنسی کا تبادلہ، سکوں کی تصدیق اور قرضوں کا اجراء کے معمولات سرانجام دیئے جاتے تھے[20]۔ انکی حفاظت کا مربوط و مخصوص انتظام تھا جبکہ لین دین کا ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا تھا[21] سرکار اور پرائیویٹ لوگوں سے بھی یہاں مالیاتی لین دین کیا جاتا تھا[22] جب ٹیمپل میں خزانوں کو خطرات لاحق ہوئے تو ریاستی خزانوں نے ان کی جگہ لے لی[23] سود کی کوئی مخصوص و متعین شرح نہیں تھی[24]۔ بینکاری اشرافیہ (Metic)[25] کے ہاتھ میں تھی جہاں عوام الناس اور ریاستیں سود پر قرض لیتی تھیں[26]۔ ساہوکاروں نے آگورہ (agora) میں بینکاری مراکز تعمیر کر رکھے تھے۔ دوسری صدی قبل مسیح کے اواخر تک (Delos) کا جزیرہ (Aegean) بینکاری کا مرکز بن چکا تھا[27] جبکہ ایتھنز کورنتھ اور پیٹراس (Patras) بھی پہلی صدی عیسوی تک بینکاری کے اہم ترین مراکز تھے[28]۔ اس کاروبار کی اہمیت کے پیش نظر یونان کے ہر شہر میں تین بینکوں اور ایک ٹیمپل خزانے کی موجودگی لازمی قرار دے دی گئی تھی[29]۔

ایشیا کوچکمیں چوتھی ہزارہویں تک زراعت نے منظم پیشہ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ یہاں بھی لوگ قیمتی اشیاء ٹیمپل میں رکھواتے جن پر قرض کا لین دین ہوتا اور سود وصول کیا جاتا تھا۔ ڈی ڈائما کے مقام پر تعمیر اپالو نامی ٹیمپل میں شاہ Croesus نے سونے کا ایک بڑا خزانہ جمع کیا جسے شاہ سائرس نے قبضہ میں لیا[30] جبکہ (Ephesus) پر قائم (Artemis) ٹیمپل میں ایشیا کا سب سے بڑا خزانہ تھا[31]۔ روم یونانیوں کے زیر تسلط رہا اور یہاں سرمایہ دارانہ سوچ رواج پا گئی[32]۔ لوگ اپنے ڈپازٹ ٹیمپل میں جمع کراتے تھے مگر کچھ لوگوں نے ذاتی خزانے بھی قائم کر رکھے تھے جہاں 325 ق م تک جدید بینکاری سے مماثل معمولات کا آغاز ہو چکا تھا۔[33] نجی بینکاری مراکز میں Plebeians کو بقایاجات واجب الوصول ہونے کے باوجود اپنے کھاتہ سے مزید رقم قرض لینے کی اجازت ہوتی تھی۔ منفعت کا یہ حال تھا کہ 318-310 ق م کے دوران یہاں بینکاری کی دکانیں کھلنا شروع ہو گئیں[34]۔

اس کاروبار سے منسلک افراد argentarius کہا جاتا تھا لیکن دوسری صدی عیسوی میں ان کیلئے nummularius اور mensarii کی اصطلاحات رائج ہو گئیں[35] بینکاری کی مقبولیت اور ساکھ کا یہ عالم تھا کہ کچھ بینکاروں کو ٹیکس وصول کرنے کیلئے

نامزد تھے[36]۔رومی بینکار منڈیوں کے صحن (macella) میں لمبوترے (bancu) پر اپنا اسٹال لگاتے تھے جہاں تاجروں کیلئے غیر ملکی کرنسی شاہی ٹکسال میں تبدیل کرتے تھے[37] اس کاروبار کو باقاعدہ بنانے کیلئے رومیحکومت نے بعض انتظامی اقدامات سے سود کی ادائیگی کا طریقۂ کار بہتر، سستا اور معیاری بنادیا[38] شریعت ابراہیمی میں بھی سود حرام ہونے کے باوجود جزیرہ عرب میں سود کا چلن ہوگیا تھا۔ یہاں شرح سود کی کوئی تحدید نہ تھی۔ یہود کی بڑی تعداد جزیرہ عرب میں مختلف مقامات پر اس کاروبار سے منسلک تھی۔ عرب کے رؤساو قبائل سود پر قرض لیتے اور اسے زیادہ سود پر قرض دے کر منافع کماتے تھے سودی قرض کی نوعیت معاہدہ پر منحصر ہوتیجس کا انحصار قرض خواہ کی حیثیت اور مقروض کی مجبوری پر ہوتا تھا۔

یورپ میں سودی بینکاری کا ابتدائی مرحلہ:

عہد قدیم سے سود کے خلاف نفرت کی فضا ہمیشہ سے قائم رہی مگر انہوں نے ہمیشہ تاویل وحیلہ کی بنیاد پر اس حرام قطعی کو حلال قرار دے کر اس کاروبار کو جاری رکھا اوراس قبیح عادت پر ان پر لعنت فرمائی گئی۔ جہاں کہیں بھی انہیں پھلنے پھولنے کے مواقع میسر آئے تو غیر یہود سے بلاتردد سودی کاروبار کرنے لگے یہود عربھارت اور یورپ میں آباد ہوئے تو ان اقوام میں سودی لین دین کو فروغ دیا۔ اس وجہ سے انہیں متعدد مقامات سے ملک بدری کا سامنا کرنا پڑاانہیں فلسطینمدینہ منورہ،خیبر اور اندلس و جرمنی سے علاقہ بدر کیا گیا۔انہیں یورپ کی مختلف ریاستوں میں آباد ہونے کا موقع ملا تو کھیتی باڑی کی بجائے یہ ساہوکاری سے منسلک ہوگئے اور غریب کسانوں کو فصلوں کی کاشت کیلئے سود پر قرض دینے لگے۔یہ اٹلی کی نشاط ثانیہکا ابتدائی دور تھا اور یورپ میں اسے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔انہوں نے اٹلی کے امیر ترین شہروں فلورینس وینسوغیرہ میں مہاجنی مراکز قائم کئے۔ان(Merchant Banks) کو عہد جدید کی بینکاری کا نقطۂ آغاز کہا جاتا ہے۔

لامبرڈے کے کاشت کاروں سے قرض کے عوض یہود اجناس قبل از وقت خرید لیتے اور پھر طویل مدتی تجارتی اسفار پر ان اجناس پر سرمایہ کاری کر دیتے۔ یہود نے قرض نادہندگی سے نمٹنے کیلئے تجارتی بیمہ کی سہولت فراہم کرنا شروع کر دی۔ مرچنٹ بینکار "ہولڈنگ ڈپازٹ"منڈی میں محفوظ رکھتے اور یہ ذخائر ضائع ہو جاتے اس بینکار کو دیوالیہ(bankrupt) کہا جاتا۔مرچنٹ بینکاری ہولڈنگ ڈپازٹ سے ترقی کرتے ہوئے تاجروں کے نوٹس (billette) تک وسعت اختیار کر گئی۔اب مرچنٹ بینکار میز (banca) پر کرنسی کی بجائے تاجروں کے نوٹس وصول کرنے یاان کے عوض رقوم کی فراہمی کی جانے لگے۔ ان نوٹ ٘ ٘ نے بل آف ایکس چینج سے چیک کا ارتقائی سفر طے کیا۔

قدیم میلے اور سودی بینکاری میں اختراعات:

سودی بینکاری کی نشوونمامیں یورپ میں انعقاد پزیر قدیم میلوں نے بھی اہم کردار ادا کیا۔یہودی بینکار ان میلوں میں اول اول کرنسی کی خرید و فروخت کے نام پر ملکی و غیر ملکی تاجروں کو ملکی و غیر ملکی کرنسی کے تبادلہ کی سہولت بہم پہنچاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ رقوم کی حفاظت اور آسان منتقلی کی غرض سے یہ بینکار اصل کرنسی کے عوض تاجروں کو ایسی دستاویزات کا اجراء کرنے لگے جو نہ صرف دوسرے ملک یا مستقبل میں منعقدہ میلے میں تاجروں کیلئے قابل تبادلہ ہوتیں بلکہ انہیں ان دستاویزات کے عوض رعائتی سود بھی ملتا اور یہ دستاویزات قبولیت عامہ حاصل کرنے کے باعث بل آف ایکس چینج کی شکل اختیار کر گئیں جنہیں حاملین

دستاویز بینکار کے کسی بھی مرکز سے بناسکتے تھے۔اس طرح سونے کے ذخائر کی منتقلی ضروری نہ رہی اور نقود کا تبادلہ آسان ہو گیا۔بینکاری میں ایک نئی پیش رفت فارن ایکس چینج کنٹریکٹ کی اختراع تھی۔اس ضمن میں جو اولین فارن ایکس چینج کنٹریکٹ ہوا وہ 1156 میں Genoa میں معرض وجود میں آیا اس کنٹریکٹ کی کامیابی کے بعد اسے قبول عام حاصل ہوا اور یوں ایسے معاہدوں میں تیزی سے نشوونما ہونے لگی۔

اہم ترین یہود بینکار خاندان

اگرچہ اس سودی کاروبار سے یہود کی ایک بڑی اکثریت منسلک تھی مگر اس کاروبار کی بڑے پیمانے پر اشاعت و ترویج میں مندرجہ ذیل خاندانوں کا کردار بہت زیادہ اہم اور نمایاں رہا ہے:

1 مارینو(Marrano)یہود: سپین بدری کے بعد یہ لوگ ایبریا(Iberia) کی طرف منتقل ہوگئے مگر جلد ہی انہیں یہاں سے بھی ملک بدر ہونا پڑا۔جہاں سے یورپ میں مختلف ریاستوں میں انہیں خوب پھلنے پھولنے کے مواقع میسر آئے۔انہوں نے بینکاری سے وابستہ ہو کر اس میں کئی اختراعات متعارف کرائیں۔انہوں نے مروجہ بینکاری کو قابل قبول بنانے کی غرض سے یورپ میں کیپٹل ازم (Capitalism)[39] جبکہ سلطنت عثمانیہکیلئے مرکنٹل ازم(mercantilism) کا تصور پیش کیا۔ سلطنت عثمانیہ میں زیادہ تر سرمایہ کاری اور یورپ میں مجموعی کامرس پر اسی خاندان کا کنٹرول تھا[40]۔اٹھارہویں تا انیسویں صدی تک یہودی سلطنت عثمانیہ کیلئے عراق کے اہم شہر بغداد میں کئی حساس تجارتی وظائف سرانجام دے رہے تھے جن میں رقوم کا قرض اور بینکاری وغیرہ کے کاروبار شامل تھے[41]۔مارینو فیملی کا بینکنگ ہاؤس آف مینڈیز (Mendes)[42] 1552ء میں عظیم سلطان سلیمان کی پناہ میں ترکی کے شہر استنبول میں منتقل ہوا[43]۔

2 کورٹ یہود[44]:ان کو جدید بینکاری و سرمایہ کاری کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں یہ عیسائی شرفاء کو معاملات چلانے کیلئے قرض دیتے تھے[45]۔بہترین منتظم اور تجربہ کار تاجر ہونے کی بنا پر یورپ میں ذرائع آمدن میں بڑھوتری،(negotiating loans)،ماسٹر آف دی منٹ،نئے ذرائع آمدن کی پیدائش،جدید ٹیکسوں کی ایجاد و منصوبہ بندی اور فوج کی دستیابی جیسے امور ان بینکاروں سے متعلق ہو کر رہ گئے تھے[46] اور یہ یورپ کے ہر علاقے میں پائے جاتے تھے[47]۔

3 فیوجرز(Fuggers)[48] اور ویلسرز(Welsers)[49] یہود: جنوبی جرمنی میں یہ پندرہویں صدی میں آباد ہوئے۔سولہویں صدی تک پیشہ ورانہ بینکاری کی بدولت یورپ کی پوری معیشت اور بین الاقوامی سرمایہ کاری پر انہی کو غلبہ حاصل تھا۔

4 روتھس چائلڈز(Rothschilds)[50] یہود: اس خاندان کو بالخصوص یورپی اور بالعموم عالمی سطح پر صنعت و تجارت کے فروغ، سرمایہ کاری کی وسعت پزیری اور بینکاری میں نئی جدتیں لانے میں کلیدی مقام حاصل رہا ہے۔اس خاندان نے لندن شہر میں واقع مے فیئر (Mayfair) [51] علاقہ کی جائیدادوں کا بڑا حصہ خرید لیا۔قیمتی دھاتوں کے ڈلوں(Bulions)[52] کی تجارت کو اسی خاندان نے رواج دیا اور بانڈز کے اجراء کا آغاز کرنے کے ساتھ انہوں نے لوایزینا(Louisiana) کے علاقے کی خرید و فروخت میں امریکہ اور فرانس کی مدد کی۔عالمی سطح پر سب سے زیادہ سرمایہ کاری کی۔اس سے اہل مغرب میں صنعت کو بہت

زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ بین الاقوامی سطح پر صنعتکاری کی ترویج واشاعت کے باعث اس خاندان کو(industrialization)کا بانی کہاجاتا ہے[53]۔

سودی بینکاری کے ارتقاء کا دوسرا مرحلہ (بینکاری میں نصاری کی شمولیت)

سودی بنیاد پر قائم مروجہ بینکاری کو یورپی عیسائی آبادی نے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ان کی کراہت کئی مرتبہ عوامی احتجاج کا روپ دھاری جس کی بناپر یورپی حکمرانوں کو عوام الناس کے دباؤ کے تحت اس کاروبار پر بعض قدغنیں لگاناپڑیں۔ بعض مرتبہ عوامی جذبات کو ٹھنڈا کرنے کیلئے انہیں یہودی بینکاروں کیلئے ملک بدری کے احکامات جاری کرناپڑے۔اس وجہ سے یورپ میں اس کاروبار کو مسلسل عروج وزوال کا سامنا رہا۔ اس عروج وزوال میں حکمرانوں کی مصلحتوں اور عیسائی آبادی کی حرمت سود کے اعتقاد کی حساسیت نے اہم کردار ادا کیا۔ چنانچہ یہود کو پوری طرح احساس ہوگیا کہ جب تک عیسائی اہل ثروت اس کاروبار میں نہیں لگیں گے تب تک یہ کاروبار اس سرزمین پر اپنے قدم پوری طرح جمانہیں سکے گا۔بے خطر منافع کے حامل بینکاری نظام کو عیسائی اہل ثروت دلی خواہش کے باوجود اختیار کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے کیونکہ پورے یورپ پر دراصل کلیسا کی حاکمیت اعلی قائم تھی۔ یہاں تک کہ عیسائی حکمرانوں کو بھی اس کے احکامات کی خلاف ورزی کی جرات وہمت اور طاقت واستطاعت نہیں تھی۔

صلیبی جنگیں

مروجہ بینکاری میں عیسائیوں کے داخلے کی اولین وجہ صلیبی جنگیں بنیں جب گیارہویں صدی میں یورپ نے مسلمانوں کے خلاف جنگوں کے ایک سلسلہ کا آغاز کیا۔ان میں لوگوں کو جنگ پر ابھارنے کیلئے کلیسا مغربی حکمرانوں کو دست راست بن گئی۔ تقریبا دو صدیوں پر محیط مسلمانوں کے خلاف اس طویل ومنظم فوجی معرکہ سے نبرد آزماہونے کیلئے یورپی حکمرانوں کو سامان حرب کی دستیابی کیلئے کثیر سرمائے کی ضرورت تھی۔اس سے بڑھ کر حربی معاملات کی انجام دہی کیلئے جمع شدہ رقوم کا تبادلہ وانتقال بھی اس امر کا متقاضی تھا کہ رقوم کی باحفاظت اور سرعت سے منتقلی یقینی بنائی جائے۔ان مقاصد کے حصول کیلئے انہیں یہود کی یہ ایجاد انتہائی موزوں محسوس ہوئی تو کلیسا نے بوجوہ اس کاروبار کو سند قبولیت عطا کردی۔اس پس منظر نے سودی بینکاری کو عیسائیوں میں رائج کرنے اوراسے مقبول عام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

چنانچہ شاہ انگلستان ہینری دوئمنے جنگی ٹیکس کے اجراء کیا تو مجوزہ ٹیکس کی وصولی کیلئے عیسائی زائرین کیلئے بیت المقدس سے منسلک (Templars)اور(Hospitallers) کو اپنے وظائف کے ساتھ یہ کام بھی سونپ دیا۔ اس کاروبار سے ٹیمپلرز نے 1100 تا 1300ء کے دوران بے بہادولت سے پورے یورپ میں انتہائی وسیع اثاثے بنالئے۔اس دور میں بینکاری میں نئی جدتوں کے ظہور اورریاستی وکلیسا کی اعانت کی بدولت اسے وسیع پیمانے پر وسعت وقبول عام حاصل ہوا۔لوگوں کی رقوم کوراہزنی سے بچانے کی خاطر انہیں مقامی کرنسی کی بجائے اس کے عوض ڈیمانڈ نوٹس دیئے جاتے۔اس دوران ان بینکاروں نے لوگوں کے ڈپازٹ سے تجارت کے نام پر قرض دہندگان سے رعائتی سود کے نام پر نفع کمانے کا طریقہ بھی وضع کرلیا۔اس طریقے سے بینکاروں کیلئے جمع شدہ سرمایہ کو منافع پر فروخت کرناایک مخصوص تجارت بن گئی۔

استعمال کی بنیاد پر اشیاء کی تقسیم

عیسائی اہل ثروت کیلئے سودی بینکاری میں داخلے کیلئے صلیبی جنگوں کی اس وقتی پیش رفت کے باوجود عیسائی مذہب میں یوژری جیسے اعتقادی مسئلہ سے نمٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ بالخصوص جب عیسائی معاشرت میں چرچ نے ریاست و حکومت سمیت لوگوں کی انفرادی و اجتمائی زندگی میں انتہائی مضبوط پنجہ گاڑھ رکھا تھا۔ اس پس منظر میں انہیں کسی اہم علمی سہارے کی ضرورت تھی جو ذہنوں میں اس کی معقولیت کا بیج کاشت کر سکے۔ اس حوالے سے اول اشیاء کی تقسیم سے لوگوں کی ذہن سازی کا آغاز کیا گیا۔ قرون وسطی میں اشیاء کو استعمال کے اعتبار سے تقسیم کیا گیا مثلا کچھ اشیاءاستعمال سے بذات خودصرف ہو جاتی ہیں (consumable) جیسے خوراک وایندھن وغیرہ اور کئی چیزیں استعمال ہونے کے باوجود اپنی حیثیت یاوجود برقرار رکھتی ہیں(non consumable) جیسے مکان، گاڑی وغیرہ۔ لوگوں کو باور کرایا گیا کہ پہلی قسم کی اشیاء پر سود لینا درست نہیں البتہ دوسری اشیاء پر سود لینا جائز ہے۔

صرفی و تجارتی قرض کی تقسیم

فکری حوالے سے ایک اور حیلہ سازی کی گئی جو بہت زیادہ کاگر ثابت ہوئی اور یہ قرض کی نوعیت کے اعتبار سے اس کی تقسیم تھی۔ اس پہلو سے لوگوں کی ذہن سازی کیلئے علمی مباحث میں صرفی قرض پر سود لینے کے عمل کو معاشرتی ظلم استبدا کی انتہائی بھیانک علامت بنا کر پیش کر کے اس کے خلاف لوگوں کی نفرت کو نقطہ عروج تک بڑھایا گیا جبکہ تجارتی قرض پر سود لینے کی معقولیت کئی انداز سے عیاں کرنے کی کوششیں کیں جن کی بنیاد اس تجارتی قرض کے لین دین پر نفع میں شراکت کا تاثر پیدا کر کے لوگوں کی نظر میں اسے قابل قبول اور معقول بنایا گیا۔ اس فکری کام سے عوام الناس کو باور کرایا گیا کہ صرفی قرض پر سود لینا دراصل استحصال کے باعث حرام ہے لیکن تجارتی قرض پر انسان پر استحصال کا عنصر اس لئے نہیں ہے کہ وہ اپنے نفع کا کچھ حصہ قرض خواہ کو رعائتی سود کی شکل میں دیتا ہے جو کہ معقول بات ہے۔

قیمتی دھاتوں کے بحران

یورپ میں سونے وچاندی کی کمی کے دوران(Kutna Hora) کی چاندی کی کانوں کی پیداوار 1370ءمیں کم ہونا شروع ہوئی تو1390ء کی دھائی سے بالخصوص پورے یورپ میں چاندی کی دستیابی میں کمی آنا شروع ہوگئی۔ چنانچہ 1422ء میں جب ان کانوں کو بند کرنا پڑا تو1450ءتک شمال مغربی یورپ میں سکے ڈھالنے کے مراکز(ٹکسال) بھی بند کرنے پڑگئے۔ فرانس کی بندرگاہ (Dieppe)میں 1446 میں کرنسی کے کاروبار پر پابندی عائد کردی گئی۔ یورپ میں قیمتی دھاتوں کی کمی کا بحران ابھی جاری تھا کہ سلطنت عثمانیہ نے سربیا(Serbia) پر1455 میں جبکہ 1460 تک بوسنیا(Bosnia) پر بھی قبضہ کر لیا جہاں یورپ کی چاندی کی اہم ترین کانیں موجود تھیں جس سے یورپ میں چاندی کی کمی میں اور شدت آگئی۔ کرنسی کے اس بحران کی بدولت بہت سے (Venetian) بینک ناکام ہوگئے۔ اس کمی سے سترہویں صدی تک قیمتی دھاتوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ سے ان دھاتوں کا رخ امریکہجاپان اور دنیا کے دیگر علاقوں سے یورپ کی طرف منتقل رہا[54]۔ اس دوران نقود کو کھینچنے میں بینکوں نے اہم کردار ادا کیا۔ نیدر

لینڈ کے (Amsterdamsche Wisselbank)[55] نے سکوں کی مفت تیاری شروع کر دی تو نہ صرف قیمتی دھاتوں کو اپنی طرف کھینچا بلکہ اس سے ملکی تجارت و کامرس کو بھی بہت عروج حاصل ہوا۔

پروٹیسٹنٹ (Protestant) تحریک

کلیسا کے جبر و استبداد کے خلاف اہل یورپ میں جدید سائنسی فکر و فلسفہ کی حامل تحریک جنم لے چکی تھی جو بنیادی طور پر چرچ کے معاندانہ کردار کے خلاف ایک ردعمل تھا۔اس طبقے کی علمی فکری کاوشوں کے پیش نظر چرچ کے کردار میں اصلاحات کا ایجنڈا تھا جس میں کئی باتیں اعتقادی اعتبار سے انتہائی خطرناک تھیں مگر بوجوہ اس تحریک کو کامیابی حاصل ہوئی تو پروٹیسٹنٹ تاجروں نے اٹھارہویں صدی کے اواخر میں بالخصوص تجارت پر انحصار کرنے والے یورپی ممالک میں بینکاری شروع کر دی۔رومن کیتھولک چرچ سے چھٹکارے کے بعد بینکاری میں نئے وظائف و خدمات اور مالیاتی معمولات وجود میں آنے لگے اور کاروبار کی حدود میں بہت زیادہ وسعت آتی گئی۔ اب بینکاری کا دائرہ کار صرفی و تجارتی قرضوں کے علاوہ بیرون ملکی قرضوں کے اجراء تک پھیل گیا اور ہر طرح کی ضمانتوں کو اختیار کیا جانے لگا۔ جدید علمی و سائنسی ایجادات کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمات میں بہت زیادہ اضافے دیکھنے میں آئے جس سے بینکاری کا سکوپ بہت زیادہ وسیع ہو گیا۔ بینکوں نے کاروبار شروع کرنے، صنعتیں لگانے کے علاوہ ریاستوں کو بھی قرض دینے شروع کردیے،[56] بینکاری کا محور و مرکز سے امیر طبقہ ہی رہا جبکہ غرباءو دیہی عوام کیلئے 1850 کی دھائی میں آپریٹو بینکاری کا ماڈل سامنے آیا جس نے Credit Union کا روپ دھار لیا۔

زرگروں کا نیا کردار

برطانیہ کے شاہ چارلس اول (I-Charles) کے شاہی خزانہ سے 1640ءمیں 2لاکھ پونڈ کا فراڈ ہوا تو ریاستی خزانے پر لوگوں کا اعتماد جاتا رہا اور انہیں قیمتی اشیاء اور نقود کی حفاظت کیلئے سنار بہترین متبادل دکھائی دیے،[57]۔سنار سکوں کے عوض ڈپازٹر کو ایک رسید جاری کر دیتا۔وہ لین دین میں نقود کی بجائے سنار کی رسید دوسرے شخص کو دیتا کہ اس سے وصول کرلے۔لوگ ان رسیدوں کو آگے منتقل کرتے جاتے اور سنار سے بہت کم لوگ نقود کی وصولی کیلئے آتے۔سناروں نے دیکھا کہ ان کے پاس پڑی رقوم فوری استعمال میں نہیں آرہیں تو انہوں نے ان فاضل نقود کو سود پر دینا شروع کر دیا۔ زرگروں کو احساس ہوا کہ وہ اصل نقدی سے کہیں زیادہ مالیت کی رسیدیں جاری کر کے ان پر مفت میں منافع کما سکتے ہیں۔اس تجربے سے فریکشنل ریزرو بینکاری نے جنم لیا جس کی بدولت اس دور میں لندن کا ہر بینک جدید بینکاری کر رہا تھا۔ چنانچہ اس انتہائی منافع بخش کاروبار کو وسعت دینے کیلئے انہوں نے ڈپازٹرز کو کئی مراعات دینا شروع کر دیں۔یورپی صرافہ منڈی میں ان رسیدوں کے چلن نے ایک "مصنوعی کرنسی" یا "فرضی نقدی" کو جنم دیا۔یہ مصنوعی کرنسی دراصل لوگوں کی طرف سے سناروں کے پاس موجود رقوم کی عدم وصولی کی بنیاد پر وجود میں آئی۔اس فرضی نقدی کو استحکام دلانے کیلئے ضروری تھا کہ لوگوں کو اموال کی ادائیگی کیلئے بڑی ضمانت کی یقین دہانی کرا دی جائے۔وقت گزرنے کے ساتھ بینکاری کے قیام میں ریاست کا عمل دخل جب بڑھ گیا تو حکومت نے ان رسیدوں کی مطالبہ پر ادائیگی کی ذمہ داری لے لی۔ بینکوں پر واجب الادا قرض (debt)[58] پر ریاستی ضمانت سے یہ پرومیسری نوٹ [59] (negotiable instruments)[60] کی

حیثیت اختیار کر گئے[61]۔اس اہم پیش رفت کو کرنسی کے باب میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے[62]۔ فریکشنل ریزرو کا تجربہ گاہکوں کو بروقت ادائیگیوں کیلئے انتہائی سود مند رہا اور اسے قبول عام حاصل ہونے سے بینکاری کو بہت تیزی سے فروغ ملا۔

ریاستی مالیات کی دستیابی

شاہان فرانس و برطانیہ چودھویں صدی عیسوی کے اوائل تک خالص ٹیمپل بینکاری پر عمل پیرا رہے۔ صلیبی جنگوں کے باعث بعض یورپی ریاستوں میں ریاستی سرپرستی میں بینکاری کا آغاز کر دیا گیا اور اس سلسلے کا پہلا بینک اٹلی کے شہر وینس میں 1157 میں قائم ہوا[63]۔اسی عہد میں پوپ اربن دوئم صلیبی جنگجوؤں کے مفادات کیلئے (Venetians) کی کمرشل ایجنسیکے طور پر سامنے آیا[64]۔اس نئی پیش رفت سے اٹلی میں بارہویں صدی کے وسط تک جدید بینکاری کا عمل شروع ہو چکا تھا[65] جس پر 1797 میں اس وقت رکاوٹ پیدا ہوئی جب فرانس نے اٹلی کو فتح کیا[66]۔اس دوران جن ریاستوں نے بینک قائم نہیں کئے تھے وہ یہودی بینکاروں سے سود پر قرض لے کر ریاستی اخراجات پورے کرتیں۔ جب عیسائی معاشرت میں تجارتی قرض پر سود کا جواز پیدا کر لیا گیا تو یورپی ریاستوں نے ایسے قوانین اخذ کر لئے جن کے تحت وقت کے فرق پر دیا جانے والا رعائتی سود (انٹرسٹ) عیسائی مذہب میں حرام کردہ یوژری کے قوانین کی ذیل سے باہر نکل گیا۔ بینکاری کی ترویج میں یورپی ریاستوں کی باہمی لڑائیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ان جنگوں پر آنے والے اخراجات کو زیادہ شرح کے سودی قرضوں پر پورا کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ چنانچہ سترہویں صدی کے اختتام تک ان ممالک نے براہ راست قرض لینے کیلئے مرکزی بینک قائم کر لئے اور انہیں مزید باضابطہ بنانے کیلئے قوانین بھی وضع کر لئے۔

اٹلی کے ڈیوک وائٹل مچل دوئم نے ریاستی اخراجات کے بوجھ کو کم کرنے کیلئے ریاستی بینک قائم کیا[67]۔ جس میں جبری طور پر رقوم جمع کرانے کیلئے قرض چیمبر (Chamber) قائم کیا گیا اور ریاست نے اس پر چار فیصد سود ادا کرنے کا عہد کیا تھا[68] حکومت نے اسے ایک انٹرپرائز میں تبدیل کر دیا اور لوگوں کو متعدد مراعات فراہم کیں مثلاً قرض پر ڈسکاؤنٹنگ[69]، غیر ملکی کرنسیوں میں تبدیلی اور وصولیوں پر رعائتیں وغیرہ[70]۔ یہ انٹرپرائز بینک آف وینس میں تبدیل ہو گیا جس کا ابتدائی سرمایہ پانچ لاکھ (ducats) تھا[71]۔ حکومت برطانیہ لوگوں کے (credit) پر سود اور رقوم کو بروقت ادا نہ کر سکنے پر ساکھ کھو بیٹھی تو اس نے ایمسٹرڈیم بینک (قائم شدہ 1609ء) کے توسط سے براہ راست قرض لینے کا فیصلہ کیا اور یہ تجربہ بہت کامیاب رہا۔ چنانچہ حکومت نے 1694ء میں بینک آف انگلینڈ قائم کر لیا اور یہ حکومت برطانیہ کیلئے کم شرح سود پر ریاستی اخراجات کے لئے مطلوبہ رقوم فراہم کرنے لگا۔ اس سے ریاستی لین دین کے لئے مرکزی بینک کے قیام کی ضرورت و اہمیت واضح انداز میں متعین ہو گئی[72]۔

گو کہ برطانیہ میں (Bank Of England)[73] کو دیگر کارپوریٹ یعنی تجارتی و کمرشل بینکوں پر اجارہ داری حاصل تھی مگر نجی بینک فقط تاجروں سے (Discount Bills) کے لین دین کی بنیاد پر ہی کافی منافع کما رہے تھے۔اب بینکوں کے وظائف میں بہت زیادہ توسیع ہو گئی تھی جس کی بنا پر یہ ریاستوں کو بھی قرض فراہم کرنے لگے[74]۔ اٹھارہویں صدی کے دوسرے نصف میں یہ بینک چھوٹے قصبوں میں بڑی تیزی سے پھیلے مگر انہیں کئی مسائل کا سامنا بھی کرنا پڑا جن سے نمٹنے کیلئے انہیں ایک نمائندہ (correspondent) بینک کی انتہائی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی۔ برطانیہ کے ان چھوٹے بینکوں نے اس مقصد کیلئے بینک

آف انگلینڈ کا انتخاب کیا۔ ان چھوٹے بینکوں نے اپنے کاروبار کو محفوظ اور باقاعدہ بنانے کیلیئے بینک آف انگلینڈ میں عمومی اکاؤنٹس اور ڈپازٹ اکاؤنٹس کھول لئے۔

امریکہ میں بینکاری

امریکہ میں بینکاری کو قدم جمانے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ امریکی ریاست Massachusetts نے 1690 اولین کریڈٹ بلجاری کیا مگر ایک صدی تک بینکاری کی سمت کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ 1781 میں جا کر کہیں امریکہ کا بینک نجی سطح پر قائم ہوا ریاستی و عوامی حلقوں میں بینکاری کے بارے بہت زیادہ مخالفت کے باعث اس 1791 میں قائم ہونے والے اولین بینک کے چارٹر (Charter) کی توسیع نہ ہو سکی اس کے بعد امریکی حکومت نے ایک نئے چارٹر کے تحت 1816 میں دوسرا بینک قائم کیا مگر اس کا بھی وہی انجام ہوا۔ البتہ بینک آف نارتھ امریکہ (قائم شدہ 1781ء) سے امریکی قومی بینکاری نے جنم لیا[75]۔ امریکہ میں مرکزی بینک پر مخالفت کے باعث حکومت نے 1913 میں فیڈرل ریزرو سسٹم قائم کیا اور امریکی بینکاری نظام وضع ہونا شروع ہوا لیکن لوگوں کو بہت جلد بینکرز پینک آف 1907 کا سامنا کرنا پڑ گیا۔

اہم ترین عیسائی بینکار خاندان

اہل ثروت عیسایوں نے بلاسود قرض دینے کے باوجود سود کھانے کیلیئے کئی حیلہ سازیاں ایجاد کیں۔ کار ہوسنز (Carhosins) اور لومبرڈز (Lombards) خاندان کے افراد نے تیرہویں صدی میں یوژری سے متعلق چرچ کے سخت قوانین سے بچاؤ کیلیئے علمی موشگافیوں اور حیلہ سازیوں کا سہارا لیا۔ بینکاری میں عیسائیوں کے داخلے سے یورپی خود مختار حکمرانوں کے ہاں یہودیوں کی اہمیت کم ہونا شروع ہوگئی۔ فلورینس کے شہر میں زیادہ تر صاحب اقتدار خاندانوں[76] کے افراد نے مختلف مقامات پر اپنے اپنے بینکوں کی شاخیں کھول رکھی تھیں[77]۔ اٹلی کا سب سے مشہور میڈیسی (Medici) بینک جیووینی ڈی بکی ڈی میڈیسی (Giovanni Di Bicci De Medici)[78] نامی عیسائی نے 1397 عیسوی میں قائم کیا جو 1494 تک مسلسل خدمات انجام دیتا رہا[79] جبکہ 'بینکا مونٹی ڈی آئی پاشی ڈی سینا' (Banca Monte Dei Paschi di Siena) اب تک کرتا چلا آرہا ہے۔ اطالوی بینکاروں نے 1327 تک اپنے ملک کے علاوہ فرانسیسی علاقے ایویگان (Avignon) میں اپنے بینکوں کی 43 شاخیں قائم کر لیں۔ لیکن فرانس میں بینکاری لومبرڈ خاندانکے ذریعے انجام پائی جو پورے یورپ میں کرنسی کا تبادلہ کرتے تھے۔

اٹلی میں کئی اہم خاندان اس کاروبار میں داخل ہوئے مثلاً اٹلی کی (Bardi) فیملی کو اول کامیابی ہوئی مگر 1343 اور (Peruzzi) خاندان کو 1346 میں بینکاری میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائی بینکاروں کی وجہ سے یہودی قرض خواہوں کی یورپی معاشرے میں حیثیت کم ہونا شروع ہوگئی[80]۔ اٹلی میں 1527 تا 1572ء کے دوران بہت سے نئے (Genoese) خاندان بینکاری کے میدان میں کود پڑے[81]۔ اٹلی کے اہم ترین شہر بارسیلونا میں بینکاروں کو 1401 میں وینی ٹی این (Venetian) ماڈل پر کرنسی کے تبادلہ اور ڈپازٹس کی اجازت دے دی گئی جبکہ 1407 میں جینوئی میں (Bank Of Saint George)[82] کی بنیاد رکھی گئی۔ دراصل ڈپازٹس کیلیئے یہ پہلا مرکزی بینک معرض وجود میں آیا۔ ڈچ بینکاروں[83] نے شمالی جرمنی کی شہری ریاستوں میں بینکاری کے قیام میں اہم کردار ادا کیا[84]۔ دنیا کا قدیم ترین (Berenberg Bank)[85] ابھی تک بیرن برگ خاندان کی ملکیت ہے۔ اس زمانے میں مرکزی یورپ

میں جنیوا(Geneva)[86] کو کافی اہمیت حاصل ہو گئی[87]۔ کامرس اور تجارت کو فروغ دینے کی غرض سے 1565 میں لندن میں برطانیہ کا رائل ایکس چینج [88] معرض وجود میں آیا۔ سترہویں صدی تک بینکاری کے معمولات میں کئی ایجاداتکی بدولت بینکاری کو پورے یورپ میں قبول عام ہونے سے صنعت و تجارت اور کامرس کو زبردست ترقی ملی جبکہ خدمات کی دستیابی سے انہیں معاشرے میں ضرورت کا مقام حاصل ہو گیا۔

سودی بینکاری کی کامیابی کی وجوہ

گو کہ سودی بینکاری صلیبی جنگوں اور پرٹیسٹنٹ تحریک کی بدولت قبول حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی مگر اسے بام عروج یورپ میں صنعتی انقلاب کے باعث حاصل ہوا۔ دراصل بڑے صنعتی منصوبوں کیلئے رقوم کی دستیابی بہت مشکل دکھائی دے رہی تھی لیکن بینکاری کی سودی کشش نے یہ ناممکن ممکن کر دکھایا۔ صنعتی انقلاب کے دوران سودی قرض پر بڑی شرح سود کے باوجود صنعت و تجارت سے لوگ منافع کمارہے تھے جس کی بڑی وجہ مشینوں سے بنی ہوئی اشیاء کا انسانی ہاتھوں سے تیار کردہ اشیا کی بہ نسبت زیادہ مقدار میں اور سستی ہونا تھا۔ ان کی کھپت میں اضافہ ہونا بھی ایک فطری عمل تھا۔ اس کے نتیجہ میں مادی ترقی نمایاں تر دکھائی دینے لگی لیکن مشینوں کے آجانے اور ہنر مندوں سے زیادہ اوقات کیلئے کام لینے کے باعث بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس طرح ظاہری مادی ترقی کے باوجود غربت میں بڑھوتری ہو رہی تھی جس کے نتیجہ میں لوگوں کی قوت خرید میں کمی آتی گئی۔ ارتقائی سفر کے دوران عروج و زوال کے کئی ادوار کا سامنا کرنے کے باوجود بینکاری تسلسل کسی نہ کسی صورت میں برقرار رہا ہے۔ جس کی بڑی وجہ بینکاری کے وظائف و خدمات میں تنوع اور جدت سے لوگوں کیلئے نت نئی آسانیاں پیدا کی جاتی رہیں جن کی بنا پر اس کا معاشرتی زندگی میں عمل دخل بڑھتا گیا۔ یہاں تک عہد حاظر میں یہ نوع انسانی کی مجبوری کا روپ دھار چکی ہے۔

سودی بینکاری کے اہم بحران

بینکاری کی ابتدائی شکل و صورت عہد جدید سے بہت مختلف تھی مگر یہ سب ارتقاء کی خوبصورتی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ علوم و فنون کی تہذیب و تلخیص سے ان میں جدت اور آسانی پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اس ارتقائی سفر کے دوران اسے عروج و زوال کے کئی ادوار کا سامنا کرنا پڑا۔ اس ضمن میں ایک اہم واقعہ برطانیہ کے شاہ(VIII-Henry)اور شاہ(VI-Edward)نے 1542 سے 1551 کے دوران انگلینڈ میں کرنسی کی عظیم بے وقعتی(The Great Debasement)کا ہے۔ اس طرح برطانیہ کی دی ساؤتھ سی ببل(The South Sea Bubble) کمپنی کے اور جاہن لا کی مس سیسی پی(Mississippi) سکیم نے 1720 میں یورپ میں مالیاتی بحران کو جنم دیا جس سے کئی بینکوں کو کاروبار سے باہر ہونا پڑا۔ امریکہ میں 1862 میں امریکی صدر (Abraham Lincoln)نے Greenback نامی لیگل ٹینڈر کا اجراء کیا تو اس نے ایک بحران کو جنم دیا جس پر امریکی حکومت نے 1875 میں گرین بیک پر اعتماد کی بحالی کیلئے اس کے عوض سونا دینے کیلئے The Specie Payment Resumption Act پاس کیا۔

اس طرح امریکہ میں 29/ اکتوبر 1929 کو مالیات کے عظیم بحران(Wall Street) کریش کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مالیاتی بحران کے باعث فقط تین سالوں میں 9000 امریکی بینک ادائیگیوں کے اچانک دباؤ کے باعث ادائیگیاں نہ کرنے کیوجہ سے دیوالیہ ہو گئے۔ امریکی صدر Franklin D Roosevelt نے وال سٹریٹ بحران سے نکلنے کی غرض سے امریکہ میں سونے کے ذخائر کی

طلب ورسد کو استحکام دینے کیلئے 1933 میں Executive Order 6102 پر دستخط کئے۔ دنیا میں بینکاری کیوجہ سے ریاستی خود غرضی کا ایک انتہائی اہم واقعہ 1971 میں پیش آیا جس نے تمام عالم انسانی کی نقود کو مسلسل افراط زر کی راہ پر ڈال دیا۔ امریکی صدر Richard Nixon نے معاشی اصلاحات کے تحت بین الاقوامی مالیات کے کنٹرول کیلئے وضع کردہ Bretton Woods System[89] کو یک طرفہ طور پر ختم کردیا۔

برٹن وڈ نظام کے خاتمہ سے بالخصوص دنیا کے ترقی پزیر ممالک کی کرنسی بالکل بے بنیاد ہوگئی اور تب سے ان غریب ممالک کی کرنسی مسلسل انحطاط کا شکار چلی آرہی ہے۔ بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کے آغاز میں انفارمیشن ٹیکنالوجی میں دھماکہ خیز ترقی ہوئی جس کے باعث بینکوں کے وظائف وخدمات اور سہولتوں میں انقلابی اضافہ سے بینکوں میں مقابلے کی فضا کا دائرہ وسیع تر ہوگیا جس سے اکیسویں صدی کے پہلے عشرے میں دو بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے اولین مالیاتی بحران کا آغاز 2007 سے ہوا جسے Late 2000s Financial Crisis کا نام دیا گیا۔ اس بحران میں بینکوں کی طرف سے واجب الادا قرضوں کی عدم ادائیگیوں کے باعث دنیا کے کئی عظیم ترین بینک دیوالیہ ہوگئے[90]۔ اس عالمی مالیاتی بحران کو واشنگٹن مچول(Washington Mutual) گرواٹ(Collapses) سے شہرت حاصل ہوئی۔

گو کہ سودی بینکاری نے بیسویں صدی تک جتنے بھی بحرانوں کو جنم دیا، ان کا کسی نہ کسی صورت میں جلد یا بدیر مداوا کرلیا گیا۔ البتہ اکیسویں صدی میں نمودار ہونے والے Late 2000s Financial Crisis نے 2007 سے مغربی مالیاتی دنیا پر ایک مسلسل زلزلے کی کیفیت طاری کررکھی ہے۔ اس بحران سے جنم لینے والے مالیاتی مندے میں مقابلے کی فضا میں عالمی شہرت کے حامل بینکوں نے بھی اپنے قواعد وضوابط کو پس پشت ڈال دیا[91]۔ اس مالیاتی بھونچال میں عالمی شہرت یافتہ Barclay بینک جیسے مالیاتی ادارے بھی خود کو بچا نہیں سکے۔ قواعد وضوابط سے بے اعتنائی کا خمیازہ تو ان اداروں نے برداشت کیا سو کیا مگر ان کے اس طرز عمل سے وہ عمومی تاثر بھی جاتا رہا کہ عالمی سطح پر بینک بڑے قانون وضابطے کے پابند ہیں۔ اس بحران میں مغرب سمیت پوری دنیا سے کئی نامی گرامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کا انتہائی برے انداز میں خاتمہ ہوا ہے جبکہ باقی ماندہ ادارے اپنی بقا کیلئے باہم ادغام کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں[92]۔ ان ادغام سے جہاں بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے تو وہیں لوگوں کو اپنے اموال کے بارے شدید تحفظات کا سامنا بھی ہے[93]۔

سودی بینکاری کے متبادلات (بلاسود بینکاری یا شراکتی سرمایہ کاری) پر غور

عالمی سطح پر درپیش خطرات کے پیش نظر بینکار اس کے متبادلات پر غور کررہے ہیں۔ عالمی بینک اور بین الاقوامی مانیٹرنگ فنڈ نے بھی بلاسود کاروبار اور اسلامی بینکاری پر ریسرچ ونگ تشکیل دے رکھے ہیں۔[94] بعض ممالک میں بینکوں کا صنعت، تجارت اور زراعت میں شراکت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے[95] اب کمرشل بینک سرمایہ کاری کی غرض سے[96] براہ راست نئی فیکٹریاں لگا کر اور کمپنیوں کے حصص خرید کر انتظامیہ میں شامل ہورہے ہیں[97] اس بحرانی صورتحال سے نبرد آزما ہونے کیلئے کمرشل بینک یا تو باہم مدغم ہورہے ہیں یا ایک بینک دوسرے کے حصص خرید رہا ہے یا ایک بینک کا منتظم اعلی بینک چھوڑنے پر مجبور ہورہا ہے[98]۔ کمرشل بینک اپنے منافع کو سکیڑنے یا پھر سرمایہ کار بینک کی حیثیت سے اپنی تشکیل نو کرنے کی طرف متوجہ ہورہے ہیں اور کئی کمرشل بینک تو سرمایہ

کارانہ بینکاری میں داخل ہوگئے ہیں[99]۔اس سے بڑھ کر بڑی کمپنیاں بینکوں سے Bonds[100] پر قرض لینے کی بجائے کھلی مارکیٹ سے براہ راست (Debt)[101] جاری کر رہی ہیں۔

اس پس منظر میں اب اچھی ساکھ کے حامل اداروں کو کھلی مارکیٹ سے مالیات کی دستیابی بہت آسان ہوچکی ہے اور بینکوں کا 'وچولیاپن' (Intermediation) کا کردار معدوم نہیں تو کمزور ضرور ہو رہا ہے۔اس سے عالمی مالیاتی منڈی میں سود کے بالمقابل اعتدال پسند رجحانات فروغ پا رہے ہیں اور صنعت و تجارت میں شراکتی عنصر غالب آ رہا ہے بالخصوص انٹرنیٹ پر بینکاری کا اس میں کردار بہت اہم ہے۔ صنعتی ممالک میں جہاں صنعتی قرضوں کا حجم 80 فیصد سے زیادہ ہے وہاں کمپنیاں براست مالیات کا بندوبست کر رہی ہیں یا پھر کمرشل بینک بطور سرمایہ کار بینک کام شروع کر رہے ہیں جس سے بالواسطہ غیر سودی بینکاری فروغ پائے گی۔ان نئے مالیاتی تعلقات سے بینک اور کمپنی کے ڈپازٹرز باہم کاروباری فریق بن جانے سے نئے معاہد عمرانی کے تشکیل پانے کی توقع ہے جو لازمی طور سود کی بجائے منافع کی بنیاد پر استوار ہونگے۔

عالمی تناظر میں اسلامی بینکاری کے امکانات و مستقبل

گویا عالمی سطح پر نئی معاشی ضروریات و معاشی معاملات کو انجام دینے کیلئے معیشت کے میدان میں ایک نئی اپروچ کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ سر ماروِن ایلسٹر کنگ[102] نے تسلیم کیا ہے کہ بینکاری کا حالیہ بحران محض مالیاتی و معاشی نوعیت کا نہیں ہے بلکہ اس کی کچھ اخلاقی بنیادیں بھی ہیں[103]۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ معیشت میں اخلاقیات کے منکر مغربی مفکرین و ماہرین معاشیات اس بحرانی کیفیت کی اصلاح کو اخلاقیات کے دخل کے بغیر ناممکن تسلیم کر رہے ہیں۔ورنہ اسلام تو ہر شعبۂ زندگی میں اخلاقیات اور اقدار کا عملی داعی رہا ہے، بالخصوص معیشت کو اسلام نے نہ صرف شرعی قواعد وضوابط کا پابند بنایا ہے بلکہ اسے اخلاقیات کی آہنی اقدار سے بھی وابستہ کر رکھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلم مفکرین نے اخلاق و معیشت سے بے تعلق سودی مالیات پر مبنی نظام کے بالمقابل اسلام کے نظام معیشت کے خدوخال کو اپنے اپنے انداز میں پیش کیا ہے بالخصوص جب سودی بینکاری کو مالیاتی بحرانوں نے پے در پے اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تو اہل مغرب نے بھی اس کے متبادل کی تلاش شروع کر دی۔

عالم اسلام میں سودی مالیات کے بالمقابل اسلامی متبادل نظام کا پہلا تجربہ 1966ء میں مصر سوشل بینک کی صورت میں ہوا۔ اس کی کامیابی نے عالم اسلام کی توجہ اسلامی بینکاری کے عملی پہلو کی طرف مبذول کرا دی۔ چنانچہ 1975 میں دبئی اسلامی بینک اور اسلامی ترقیاتی بینک کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔تب سے اسلامی بینکاری کا قافلہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اس سے اسلامی معیشت کے احیاء کے جو امکان روشن ہوئے وہ مسلم ریاستوں کی عدم سرپرستی سے جمود کا شکار ہوگئے۔ پاکستان سمیت بیشتر مسلم ممالک میں اس راستے میں روڑے اٹکائے گئے[104]۔ مروجہ بینکاری گو کہ عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت بن چکی ہے مگر عالم اسلام میں اس کی ترویج میں بڑی رکاوٹ اس کی سودی بنیاد ہے۔ عالم اسلام میں اس کے قابل عمل حل کیلئے بڑی سنجیدہ کوششوں کی ضرورت تھی مگر بدقسمتی سے نہ تو مسلمان حکومتوں نے کھلے ذہن سے ربوا کو تمام اقسام سمیت ختم کرنا ملی فریضہ سمجھا اور نہ ہی مسلم معاشرے کے دیگر طبقات اس سمت کوئی ٹھوس عملی کوشش کر سکے[105]۔ اس کے باوجود پچھلی صدی کے آخری چار عشروں میں اسلامی بینکاری و مالیات میں بہت پیش رفت ہوئی ہے۔

اگرچہ مسلم ممالک میں اس کا آغاز عقیدے کے حساس افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے ہوا تھا مگر اپنی فطری خوبصورتی کی وجہ سے اب یہ مسلم و غیر مسلم ممالک میں پھیلتی جا رہی ہے۔ مغربی دنیا کے اسلامی بینکاری میں محدود سرمایہ کاری کے باوجود ترقی کے امکانات بڑے روشن ہیں۔ لندن مارکیٹ میں اسے پالیسی اور ٹیکس مراعات دی گئی ہیں۔ عالمی بینک ایچ ایس بی سی، سٹینڈرڈ چارٹرڈ، ڈاسچے بینک، سٹی بینک وغیرہ بھی متوجہ ہو رہے ہیں۔ اسلامی بینک کنزیومر اسلامی فنانسنگ پر توجہ دے رہے ہیں۔ اس کی مصنوعات میں جدت لائی جا رہی ہے۔ عالمی سطح پر اس کا حجم چار ٹریلین ڈالر تک بڑھ سکتا ہے۔ اب یہ 70 سے زائد مسلم و غیر مسلم ممالک میں پھیل چکی ہے لیکن خلیج میں اسے زیادہ تیزی سے نشو و نما ملی ہے۔ بحرین سب سے آگے جبکہ اردن اور سوڈان میں اسے تیزی سے فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک میں ملائشیا جبکہ جنوب ایشیائی ممالک میں پاکستان اسلامی مالیات کے بانیوں میں سے ہے۔ اسلامی بینکوں کی نفع پذیری کے بدستور جاری رہنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان سمیت پوری دنیا میں اس صنعت کا مستقبل روشن ہے۔

نتائج البحث:

1 تاریخ و آثار شاہد ہیں کہ سودی کاروبار عہد قدیم سے تمام انسانی معاشروں میں رائج رہا۔

2 سودی کاروبار شناعت و خباثت اور استحصالی فطرت کے باعث تمام انسانی معاشروں میں ہمیشہ معتوب رہا۔ اس بنا پر یہ کاروبار دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کا اہم موضوع رہا۔ عصر حاظر میں اسلام کے علاوہ یہودیت، نصرانیت اور ہندومت سمیت دنیا میں رائج اہم ترین مذاہب کی مذہبی کتب میں میں اس کی حرمت آج بھی ثابت ہے۔

3 انبیاء کی واضح تعلیم کے باوجود یہود اس خبیث کاروبار سے ایک تسلسل کے ساتھ وابستہ رہے۔ چنانچہ گیارہویں صدی میں اٹلی کی نشاۃ ثانیہ کے دوران یہود کی اسی عادت شنیعہ نے موجودہ بینکاری کو جنم دیا۔ اس ملعون کاروبار کو یہودی بینکاروں نے آئے روز نئی نئی اختراعات اور کارآمد وظائف و خدمات کے توصل سے قبول عام عطاء کیا۔

4 ابتدا میں عیسائیوں نے اس کاروبار کو فقط اضطراری صورت میں اختیار کیا مگر صلیبی جنگوں کی ضرورتوں کی تکمیل اور پروٹسٹنٹ تحریک کی کلیساہ سے بیزاری کی کامیابی نے عیسائی معاشرے میں اس سودی کاروبار کی باقاعدہ شمولیت کی راہیں استوار کیں۔ اس کے بعد اس جدید سودی کاروبار کو پورے عالم انسانی میں پھلنے پھولنے کو میس آ گئے۔

5 مسلمان اس سودی کاروبار سے سامراجی دور غلامی میں متعارف ہوئے مگر سودی بنیاد پر قائم اس کاروبار سے وہ عمومی طور پر دور ہی رہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ جب زندگی میں اس کاروبار کا عمل دخل اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے بنیادی انسانی ضرورت کا درجہ حاصل کر لیا تو مسلمانوں میں اس کے اسلامی متبادل کی سوچ نے جنم لیا جس نے بالآخر عملاً اسلامی بینکاری کی صورت میں 1970 میں جنم لیا۔

6 ایک نئی صنعت ہونے کے باعث اس سے متعلق فقہی مباحث میں اختلاف کے باوجود یہ اسلام کی بنیادوں سے قریب تر ہے۔ مسلمان ریاستوں کی اعانت اور عالمی و قومی سطح پر فقہاء اسلام کے باہم روبط و مباحث سے اس میں بہتری کی کاوشیں مزید پیش قدمی کر رہی ہیں۔

7 اس صنعت کا مستقبل بہت تابناک ہے۔اس وقت یہ عالم اسلام سمیت پورے عالم انسانی کی اقوام میں یہ تیزی سے نشوونما پانے والی صنعت کے طور پر دیکھی جارہی ہے اور پچھلے دو عشروں میں بالخصوص اس کا مروجہ بینکاری کے دیوہیکل حجم کے بالمقابل قابل ذکر وجود سامنے آچکا ہے۔

حواشی ومصادر

---

[1] بینکار کیلئے گاہکوں کو کرنٹ اکاؤنٹ کی سہولت مہیا کرنے کیساتھ ان کی طرف سے چیکوں کی ادائیگی اور وصولی کرنا ضروری ہے۔ملاحظہ کیجئے:

United Dominions Trust Ltd v Kirkwood, 1966, English Court of Appeal, 2 QB 431

[2] انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا:ج:3،ایڈیشن:15،مادہ بینک

[3] سود،مودودی،ابوالاعلی،سید،ایڈیشن:33،اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ،لوئر مال،لاہور،مارچ2012،ص94-96

[4] اسلام اور جدید معاشی مسائل:اسلام کا معاشی نظام،عثمانی،محمد تقی،مفتی،ج:7،ادارہ اسلامیات،کراچی،جون 2008،ص243

[5] The Origins of the Modern World: Fate and Fortune in the Rise of the West, Robert Marks,Rowman & Littlefield,Maryland, USA, 2007,pp. 24-28.

[6] Archaeological Chemistry, A. M. Pollard, Carl Heron, Edition: 2nd, Royal Society of Chemistry (RSC) Publishing, Science Park, Milton Road, Cambridge, UK, 2008, pp.: 91.

[7] Economic Structures of the Ancient Near East,Morris Silver,Croom Helm,London,1985,pp. 7.

[8] A history of money: from ancient times to the present day, Glyn Davies, University of Wales Press,Cardiff,UK,2002,pp. 09-11.

[9] Ancient Mesopotamia: Materials and Industries the Archaeological Evidence, MooreyP,Roger S, Eisenbrauns,Indiana, USA, 1994.

[10] سونا جمع کرانے والوں کیلئے ضروری تھا کہ وہ اپنے جمع شدہ اثاثہ کا چھٹا حصہ ادا کریں۔تفصیل کیلئے مندرجہ ذیل کتاب کا مطالعہ کیجئے:

International Standard Bible Encyclopedia (Banking from 2000 BC- 1587), GW Brimley,Volume: 1, Eerdmans Publishing Co., Grand Rapids, Michigan, USA, 1979,pp.: 408.

[11] کسان غلہ بیج کی صورت میں قرض لیتے جسے فصل کی کٹائی پر ادا کرنا ہوتا تھا۔قرض کے بنیادی معاہدے مٹی کی ٹھیکریوں یا ٹیبلٹس پر تحریر کئے جاتے تھے

(Banks of the World, Orsingher R, Walker and Company, NewYork, USA)

[12] The Babylonian world, Gwendolyn Leick, Routledge, New York, 2007, pp.: 236.

[13] یوسف:12/88

A Dictionary of the Holy Bible, JBrown, T Tegg, 73-Cheapside, London, 1824, pp.: 387

[14] Introduction to Asia: History, Culture, and Civilization, Angelina Chavez Irapta, Et Al, Angelina Chavez Irapta, Et Al, Rex Bookstore, Manila, Philippine,2008, pp:48-55.

[15] Financial Markets Institutions And Financial Services, Clifford Gomez, Prentice-Hall of India Private Limited,New Delhi, India, 2008, pp:57- 177.

[16]http://www.rbi.org.in/scripts/PublicationsView.aspx?id=155)

[17] Chinese currency and banking, Wagel,Srinivas,Shanghai,North China Daily News, 1915.

[18] http://www.britannica.com/biography/Solon

[19] Handbook to Life in Ancient Rome, L Adkins, Oxford University Press, 1998, pp. 312.

[20] Athenian Economy and Society: A Banking Perspective, Edward E Cohen, Princeton University Press, New Jersey, USA, 1992, pp.: 121-136.

[21] Money, Bank Credit, and Economic Cycles, H D Soto, Ludwig v Misses Institute, 2012,pp:212.

[22] The history and principles of banking: The laws of the currency, etc., JW Gilbert, Bell and Daldy, Fleet Street, London, 1866, pp.: 3-5.

[23] Handbook to Life in Ancient Egypt, A R David, Oxford Univ. Press, New York, 2003,pp:154-9.

[24] The Invention of Coinage and the Monetization of Ancient Greece, D M Schaps, Ed: 4th, University of Michigan Press, Michigan, USA, 2007, pp.: 243-6.

[25]An Introduction to the Ancient World, L D Blois, Routledge, New York, 2008,pp.: 87-8.

[26]Lending and Borrowing in Ancient Athens, Paul Millett,Cambridge Univ. Press, UK, 2002, pp: 9.

[27]Global Business Regulation, J Braithwaite, Cambridge University Press,UK,2001,pp.: 90.

[28] The tyranny of resolution: Corinthians, B R Braxton, Vol: 181, Society of Biblical Literature,Dissertation Series, 2000, pp.: 64,220.

[29] The Origins of Business,Money and Markets,K Robert,Columbia Univ. Press,2011, pp:130.

[30] http://www.allaboutturkey.com/croesus.htm

[31] Asia Minor, Walter A Hawley, John Lane Company, New York, USA, pp.:

141-67

[32] Europe, America and the Wider World: Essays on the Economic History of Western Capitalism,ParkerWN,Vol: 2,Cambridge University Press,New York,1991, pp.: 229-34.

[33] Principat, H Temporini, W Haase, Vol:8, Walter de Gruyter & Co,Berlin, Germany, 1977.

[34] Banking and Business in the Roman World, J Andreau,Cambridge Univ. Press,2003,pp.30-49

[35] The theory and practice of banking, H D Macleod, Vol:1John King & Co, London, 1866, pp:9.

[36] The history and principles of banking: The laws of the currency, etc. pp.: 9.

[37] Ancient Rome on Five Denarii a Day, M Philip, Thames & Hudson,New York,2007,pp:144.

[38] Dictionary of Greek and Roman geography,W Smith,Vol:2, Johan Murray London, 1872.

[39] The Jews and Modern Capitalism, S Werner,Batoche Books ltd, Ontario, Canada, 2001, pp: 53-7.

[40] B C Edmund, Historic cities of the Islamic world, pp: 207, BRILL, Leiden, Boston,2007.

[41] Banking on Baghdad: inside Iraq's 7,000-year history of war, profit and conflict, Black Edwin,John Wiley &Sons, Inc., 2004, pp.: 335.

[42] اس کا بانی Alvaro Mendes (سلومان بن یائش)مارینو یہودی تھا-ہاؤس آف مینڈز قیمتی اشیاء کی درآمد و برآمد کی تجارت کی ایک کمپنی تھی-

(http://www.gadnassi.com/files/publications/Dona_Gracia_Nasi.pdf)

[43] An economic and social history of the Ottoman Empire, Nalcik Halil, Vol: 2,pp: 212.

[44] http://www.jewishencyclopedia.com/articles/4709-courtjews

[45] Jews, God and History, DMax,Signet Classics,Penguin Group, New York, 1962, pp: 273-4.

[46] Jews and Money:The Myths and the Reality, KGerald, pp: 46.

[47] The Jews and Modern Capitalism, Sombart Werner, pp: 53-57

[48] The Fuggers of Augsburg: Pursuing Wealth and Honor in Renaissance Germany, M Häberlein,University of Virginia Press,Charlottesville & London, 2012.

[49] http://www.britannica.com/topic/Welser-family(

[50] The House of Rothschild: The World's Banker, N Ferguson, Vol: 2, Penguin Books Inc., New York, 2000.

[51] http://www.britannica.com/place/Mayfair-neighbourhood-London

[52] http://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/bullion

[53] https://www.rothschildarchive.org/materials/ar2006japan.pd

[54] Early History of Banking, Holdsworth W S, 34 L Q, Rev. 11. 1918/ Global Business Regulation, J Braithwaite, Cambridge University Press, Trupington, UK, 2000, pp:90.

[55] http://www.britannica.com/topic/Amsterdamsche-Wisselbank

[56] https://www.rothschildarchive.org/materials/ar2006japan.pdf

[57] https://www.investandincome.com/banks-banking/banking_origin.html

[58] http://www.businessdictionary.com/definition/debt.html

[59] http://www.businessdictionary.com/definition/promissory-note.html

[60] http://legal-dictionary.thefreedictionary.com/negotiable+instrument

[61]http://www.bankofengland.co.uk/banknotes/pages/about/history.aspx/

[62]http://www.banking-history.co.uk/history.html(

[63]The history and principles of banking:The laws of the currency,etc, pp:9

[64]Outlines of banks,banking,and currency,J Macardy,Macardy and Son, Manchester,1840,pp:3,14

[65] فنانشل ٹائمز میگزین کی 9/اپریل 2009میں (Vincent Boland) کے مضمون (The World first Modren Bank) کا مطالعہ کیجئے:

(http://www.ft.com/intl/cms/s/6851f286-288d-11de-8dbf-00144feabdc0,Authorised=false.html?siteedition)

[66]The Cambridge Economic History of Europe: Trade and industry in the Middle Ages, MM Postan, E Miller, Vol: 2, Cambridge University Press, New York, 1987, pp: 330.

[67]The history and principles of banking: The laws of the currency, etc, J W Gilbart, pp:26.

[68]The wards of London: comprising a historical and topographical description-all eminent persons connected therewith, H Thomas, J Gifford, Panyer Alley, London, 1828, pp: 297.

[69]Politics and Banking: Ideas, Public Policy, and the Creation of Financial Institutions, Susan Hoffmann, John Hopkin University Press,Marryland, USA,2001,pp:45,80,135,143.

[70]The History of Banks: To which is Added, a Demonstration of the Advantages ---- Free Competition in the Business of Banking, R Hildreth, Gray&company, Hillard, 1837.

[71]A general history of the most prominent banks in Europe:particularly the banks of England and France ----the United States, TH Goddard, G McDuffie, New York, 1831, pp:10.

[72] Panics and Crashes: A History of Financial Crises, C P Kindleberger, Ed:6th,Palgrave Macmillan, 2011, pp:66.

[73]اس کی بنیاد1694 میں رکھی گئی اور یہ انگلینڈ کا قومی بینک ہے۔

http://www.bankofengland.co.uk/about/Pages/default.aspx

[74]Current Legal Issues Affecting Central Banks,RC Effros,Publication services, IMF Institute, International Monetary Fund,vol:4, 1997, pp:345.

[75]Legislative and documentary history of the Bank of the United States: including the original Bank of North America, D A Hall, Gales and Seaton Washington, 1832, pp:9-31.

[76](مثلاAcciaioli،Mozzi،Bardi) اورPeruzzi) -خاندان (Medieval Italy, C Kleinhenz,pp: 1255.

[77]Banking through the Ages: from Romans to---Rothchilds, N F Hoggson, Cosimo Classics,New York,2007,pp: 66-80.

[78] (1429 -1360) جیوhttp://www.themedicifamily.com/Giovanni-di-Bicci-de'-Medici.html

[79] Banks, Places and Entrepreneurs in Renaissance Florence, Goldthwaite Richard, Cs 492, Ashgate Publishing Company, Hampshire, Great Britain1995.

[80] تفصیل کیلئے مطالعہ کیجئے:

Medieval Italy: An Encyclopedia, C Kleinhenz, Vol: 1, pp: 1255

[81]A Concise History of Italy, C Duggan, Cambridge University Press,UK, 2002, pp: 66.

[82] http://www.economist.com/node/12884971

[83]مشہور ڈچ بینکاروں میںJakob Fugger،Jan Boner،Issachar Berend Lehmannوغیرہ کے نام بہت اہم ہیں۔

[84]مطالعہ کیجئے:(اخذ شدہ: 16/اکتوبر2015)

(PriceWaterhouse Coopers Financial Year Book 2009)

85 http://www.berenberg.de/en/history.html

86 http://www.britannica.com/place/Geneva-Switzerland

87یورپ میں سوئٹزر لینڈ کو بینکاری کے اعتبار سے عالمی شہرت حاصل ہے۔مذید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل کتاب کا مطالعہ کیجئے: Swiss Banking: An Analytical History, W Blackman, Palgrave Macmillan, London, 1998.

88 http://www.britannica.com/topic/Royal-Exchange-institution-London

89http://www.investopedia.com/terms/b/brettonwoodsagreement.asp

90مطالعہ کیجئے:(اخذ شدہ:18/نومبر 2015)
https://www.fdic.gov/bank/individual/failed/wamu.html

91http://www.express.co.uk/finance/city/580833/British-banks-Barclays-and-HSBC-caught-up-in-FIFA-corruption-scandal(اخذ شدہ:19/ نومبر 2015)

92 تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے: (اخذ شدہ:19/ نومبر 2015)
(http://www.economist.com/node/4076146)

93تفصیل کیلئے ملاحظہ کیجئے: (اخذ شدہ:19/ نومبر 2015)
(https://www.fdic.gov/bank/historical/bank)

94 صدیقی، عطااللہ، مغرب میں سودی بینکاری کے بدلتے ہوئے رجحانات، ماہنامہ محدث، لاہور، ستمبر 1999

95فرانس کئی بینک 1960 سے یہ کاروبار کرتے آرہے ہیں۔تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: (اخذ شدہ:20/ نومبر 2015)
http://boninhub.free.fr/files/documents/BONIN_FRENCH_INVESTMENT_BANKS_1945_1960_26_April_2010.pdf

96ملاحظہ کیجئے: (اخذ شدہ:20/ نومبر 2015)
http://www.economist.com/topics/investment-banking

97https://www.gfmag.com/media/press-releases/global-finance-names-worlds-best-investment- banks-2015

98http://news.bbc.co.uk/2/hi/business/223274.stm

99 لاحظہ کیجئے: دی اکانومسٹ، سروے بعنوان "Investment banking, commercial propositions"، اشاعت: 15/دسمبر 1998، ص: 95-99

100اخذ شدہ:22/نومبر 2015) http://www.businessdictionary.com/definition/bond.html)

101 ایضاً

102 www.bankofengland.co.uk/Pages/Search.aspx?k=Sir%20Mervyn%20King%20Governor%20Bank%20of%20England(اخذ شدہ:21/نومبر 2015)

[103]2015http://www.bankofengland.co.uk/publications/pages/speeches/default.aspx

[104] قرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، ربا اور بینک کا سود، ص17-18

[105] تفصیل کیلئے دیکھئے: حرمت ربا اور غیر سودی مالیاتی نظام، ص1